مسلم یونیورسٹی

اور

مسلمانوں کی مذہبی تعلیم و تربیت

یعنی

وہ مضمون جو نواب وقارالملک بہادر مولوی مشتاق حسین صاحب
آنریری سکرٹری ایم ۔ اے ۔ او کالج نے مجوزہ مسلم یونیورسٹی
میں نماز روزہ کے انتظام کے متعلق اسلامی پبلک کی بے
چینی و غلط فہمی رفع کرنے کی غرض سے اول
علی گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں لکھا اور پھر
صدر دفتر تکمیل مسلم یونیورسٹی
علی گڈہ نے بصورت پمفلٹ
شایع کیا

علی گڈہ انسٹیٹیوٹ پریس میں ممتازالدین کے اہتمام سے چھپا

دیباچہ

رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ کا ایک مضمون (جو سالہا سال پہلے کا ہی اور جس میں نماز روزہ کے متعلق بھی بحث کی گئی ہی) مسلم یونیورسٹی کے متعلق بطور اسکیم کے جب سے اخباروں میں چھپا ہی متعدد مقامات سے اُس کے متعلق خطوط آئے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہی کہ لوگوں میں اُس سے ایک طرح کی بےچینی محسوس ہوتی ہی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اسی قسم کا کوئی انتظام مسلم یونیورسٹی میں (جس کی تحریک آج کل پیش ہی) ہونے والا ہے - اس غلط فہمی کا رفع کیا جانا نہایت ضروری تھا؛ چنانچہ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۱ع میں خاص اس بحث پر ایک مضمون لکھا گیا ہی، جس کو اب پمفلٹ کی صورت میں علاحدہ بھی چھاپ لیا گیا ہی؛ تاکہ جہاں کہیں اس قسم کی بےچینی محسوس ہوئی ہی یا آیندہ ہو تو یہہ پمفلٹ وہاں بھیجدیا جاوے *

خاکسار
مشتاق حسین
آنریری سکرٹری

مسلم یونیورسٹی اور مسلمان طلبا کی مذہبی تعلیم و تربیت

حال میں بعض اخبارات نے رائٹ آنریبل مسٹر سید امیر علی صاحب کی ایک اسکیم متعلقہ مجوزہ مسلم یونیورسٹی شایع کی ہی - اور اخبار ملت مورخہ ۲ مارچ 1911 ع میں اُس کا ترجمہ درج ہوا ہی - اس اسکیم میں مسلمانوں کی نماز روزہ کے متعلق جناب ممدوح نے چند ایسے فقرے تحریر فرمائے ہیں جن پر بعض مسلمان اخبار معترض ہیں' اور اندیشہ ہی کہ اُس سے کوئی عام غلط فہمی مسلم یونیورسٹی کے مقاصد کی نسبت پیدا نہ ہوجاے *

رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب کے وہ فقرات اخبار ملت سے نقل کرکے ذیل میں درج کیئے جاتے ہیں :—

" روزانہ نمازوں میں سے ایک یا دو نمازوں کے با جماعت پڑھنے پر زور دیا جاوے گا — اور یہہ تعمیل کالج ڈسپلن کے طور پر کرائی جاوے گی — مگر ہر نماز سے قبل اخلاقی وعظ سنایا جاوے گا — میں روزہ پر بطور کالج ڈسپلن کے زور نہیں دوں گا — کیونکہ روزہ کے متعلق طلبا کی جسمانی حالت کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہی — اور ہندوستان میں نشو و نما کی حالت میں کسی لڑکے کو روزہ رکھنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیئے — مگر ماہ رمضان میں وعظوں کا انتظام خاص اہتمام کے ساتھہ کیا جاوے گا " *

مذکورہ بالا بیان میں دو باتیں ہیں جن پر مسلمان اعتراض کرسکتے ہیں :- (اول) ایک یا دو نمازوں کے باجماعت پڑھنے پر زور دیا جاوے گا اور یہہ تعمیل کالج ڈسپلن کے طور پر کرائی جاوے گی — (دوسری) روزہ پر بطور کالج ڈسپلن کے زور نہیں دیا جاوے گا *

یہہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ اگر نہایت صاف طور سے اُن کی نسبت بیان نہ کیا جاوے تو پبلک کو اُس پر بجا طور سے معترض ہونے کا حق ہی ، اور جس مقصد کے لیئے اس وقت اس قدر جد و جہد ہورہی ہی اُس کو اس سے سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہی *

رائٹ آنریبل سید صاحب ممدوح کی تحریر بالکل اُن کی ایک ذاتی رائے ہی جو اب سے ایک قرن پہلے موصوف نے ظاہر فرمائی تھی — کسی نے اور خود بانی کالج سر سید مرحوم و مغفور نے بھی اس کا خیال نہیں کیا — اس وقت کالج قوم کے سامنے ایک چھوٹا سا نمونہ مسلم یونیورسٹی کے انتظاموں کا موجود ہی — قوم کو صرف یہہ دیکھنا چاہیئے کہ اُس میں شروع ہی سے انتظام نماز روزہ کی پابندی کا کیا گیا ہی — کالج میں جب تک مسجد تعمیر بھی نہیں ہوئی تھی تو اُس وقت بھی نماز کے لیئے ایک خاص چبوترہ تھا ، جہاں پانچوں وقت جماعت سے نماز ادا ہوتی تھی — جب بارش وغیرہ کے سبب سے اُس میں تکلیف معلوم ہونے لگی تو جہاں اب اسٹریچی ہال ہی وہاں سالہاسال تک ایک لمبا چھپر ڈالکر نماز باجماعت ادا ہوتی تھی — سنی اور شیعہ دونوں کی جماعتیں چند لمحوں کے فصل سے اُسی ایک چھپر میں ہوتی تھیں — جب مسجد بن گئی تو اب پانچوں وقت مسجد میں جماعتیں ہوتی ہیں — گزشتہ زمانہ میں کچھہ عرصہ تک یہہ انتظامی نقص تھا کہ بعض نمازوں کے وقت طلبہ کی حاضری لکھی جاتی تھی اور بعض وقت نہیں — لیکن چونکہ تجربہ سے اس طرز عمل میں خرابی معلوم ہوتی ،

لہذا اب ایک عرصہ دراز گذر گیا کہ پانچوں وقت حاضری قلم بند ہونے کا اہتمام اور غیر حاضری پر مواخذہ ہوتا ہی - یہاں تک کہ منتظمان کالج ایسے طلبہ کو جن پر اور کسی قسم کی تاکید اثر نہ کرتی ہو کالج یا بورڈنگ ہاوس سے خارج کرنے میں بھی تامل نہیں کرتے — کالج کے قانون میں ابتدا سے جب سے کہ قانون بنا ہی نماز اور روزہ کے متعلق صاف احکام موجود ہیں - ملاحظہ ہو دفعہ ۲۸۱ جو حسب ذیل ہی :—

"(نماز و روزہ) کل مسلمان بورڈروں کو پنجگانہ نماز کا ادا کرنا اور رمضان میں بجز حالت عذر کے روزوں کا رکھنا اور جن لڑکوں کی نسبت قرآن مجید پڑھنا تجویز ہوا ہو اُن کو وقت معین پر قرآن مجید کا پڑھنا لازم ہوگا'' *

رائٹ آنریبل سید صاحب موصوف خود تسلیم کرتے ہیں کہ یونیورسٹی کا اہم مقصد طالب علم کا کیرکٹر بنانا ہی — بیشک اُن کا یہہ ارشاد بالکل بجا ہی — اور اس لئے کیرکٹر بنانے کے واسطے جو جو چیزیں لازمی ہیں اُن کو ضرور اختیار کرنا پڑے گا — طالب علمی کے زمانہ میں اگر طلبا اتنی تکلیف بھی اپنے اوپر گوارا نہ کریں گے کہ پانچوں وقت نماز جماعت سے ادا کریں تو آیندہ کار و باری دنیا میں اُن سے کوئی کیا توقع کرسکے گا — خدا کے فرایض ادا کرنے کے وقت اگر بندہ کاہل ہی تو وہ اپنے دوسرے فرایض ادا کرنے میں جو قوم اور گورنمنٹ کے اور خود اپنے اُس پر ہوتے ہیں کبھی وہ کسی مستعدی کا اظہار نہیں کرسکتا - اور جس قدر ان فرایض کے اہتمام میں کمی رہیگی اُسی قدر طالب علموں کے اسلامی کیرکٹر میں کمی رہ جاوے گی *

پنجگانہ نماز کی عادت بچوں کو اگر شروع ہی میں اُس حد تک نہ پڑجاوے گی کہ وہ اُن کی طبیعت ثانیہ ہوجاوے (یعنی اگر کبھی وقت اُن کی نماز قضا ہوجاوے تو اُن کو اُس کی وجہ سے تکلیف

محسوس هو) تو جوان هونے کے بعد اُن سے نماز کي پابندي کي اُميد بہت مشکل هی — صوم و صلواۃ کي پابندي کے ساتھہ ساتھہ بلاشبہ اُن کو اسلام کے اخلاق حسنہ کي تعلیم دي جاوے اور اسلام نے جو کچھہ مسلمانوں پر فرض کیا هی اُس کي خوبیاں رفتہ رفتہ عقلي دلائل سے اُن کے ذهن نشین کي جاتي رهیں ' تاکہ جو کچھہ وہ بطور عادت کے ادا کرتے هیں اُس کي عظمت شروع هی سے اُن کے دل میں اُتر جاوے *

روزہ کي نسبت جو کچھہ جناب ممدوح نے لکھا هی وہ اُس سے بھي زیادہ قابل اعتراض هی ، جو نماز کے متعلق موصوف نے تحریر فرمایا هی — وہ ارشاد فرماتے هیں :—

"روزہ کے متعلق طلباء کي جسماني حالت کا خیال رکھنا نہایت ضروري هی اور هندوستان میں نشو و نما کي حالت میں کسي لڑکے کو روزہ رکھنے پر مجبور نہیں کرنا چاهیئے" — اس کے متعلق اگر مجھکو موقع ملتا تو میں جناب ممدوح کي خدمت میں عرض کرتا کہ هندوستان کے مختلف اقطاع میں مختلف موسم رهتے هیں — یہاں یورپ کا بھي موسم هی اور افریقہ کے ریگستاني قطعات کا بھي — جناب عالي کون سے قطعات هندوستان میں روزہ کو مضر صحت تجویز فرماتے هیں اور هندوستان کے علاوہ دوسرے کن کن بلاد میں اُس کو مضر اور کن کن بلاد میں غیر مضر خیال فرماتے هیں — میں سمجھتا هوں کہ اس مزید غور و فکر کے بعد شاید کوئي ملک بھي اور هندوستان کا کوئي قطعہ بھي ایسا متحقق نہ هوگا جہاں جناب ممدوح کے نزدیک روزہ مضر صحت نہ سمجھا جاوے — نتیجہ یہہ هے کہ هندوستان غریب کو کیوں بدنام کیا جاتا هی — واقعہ یہہ هی کہ جن حضرات پر خود روزہ شاق هی وہ نہ اپني اولاد کو کبھي اس تکلیف میں مبتلا کرنا پسند کرتے هیں نہ دوسروں کي اولاد کو — هم دور هي سے اس قسم کي همدردیوں

کے جواب میں " نو تھنکس " عرض کرتے ھیں اور اُن سے معافی چاھتے ھیں — اور حقیقت یہہ ھی کہ اس مسئلہ پر بھی جناب رائٹ آنریبل ممدوح نے کافی طور پر غور نہیں فرمایا اور ناحق مسلمانوں کو پریشان اور اسلام کو بدنام کیا ھی — آج وہ زمانہ ھی جب کہ یورپ کے محقق بڑے بڑے نامی فلاسفر مسلمانوں کے روزہ کو سواسر عین حکمت اور مفید صحت سمجھتے ھیں — باقی رھا یہہ امر کہ کوئی بیمار ھی یا دوسرا کوئی عذر شرعی موجود ھی تو اُس پر خود شرعاً روزہ فرض نہیں ھی — پھر جناب ممدوح (جو ھندوستان سے بخوبی واقف ھیں) کیا یہہ فرماسکتے ھیں کہ ھندوستان کے مسلمان اپنی دوسری اُن ھمسایہ قوموں سے جو روزہ نہیں رکھتے جسمانی قوت میں کم ھیں ؟ یا ترک سپاھی یا افغان سپاھی اپنے ھمسایوں سے کم زور ھیں ؟ — برخلاف اس کے واقعہ یہہ ھی، کہ اُن قوموں کی فوجیں جو روزہ رکھنے کی خوگر ھیں غیر روزہ دار قوموں کی فوجوں کے مقابلہ پر میدان جنگ میں بہت زیادہ محنت اور مشقت برداشت کرسکتی ھیں — روزہ کے خوگر بھوک اور پیاس میں بھی اپنے فرایض اس خوبی سے ادا کرتے ھیں کہ غیر روزہ دار اُس کے نصف مشقت بھی برداشت نہیں کرسکتا — رائٹ آنریبل ممدوح جنگ کریمیا کے اُس تاریخی واقعہ سے نا واقف نہیں ھیں کہ جب ترکوں کی فوج کو ایک موقع پر کئی دن تک رسد نہ پہونچ سکی اور انگریزی فوج کے ھمدرد جرنیل نے مہربانی سے ایک گلہ سوروں کا ترکوں کے فوجی افسر کے پاس بھیجدیا اور اُنھوں نے اُس کو شکریہ کے ساتھہ واپس کردیا — یہہ کیا بات تھی ؟ وھی اُن کا اسلامی کیرکٹر تھا اور یہہ روزہ رکھنے کی عادت کے سبب سے تھا کہ ترک سپاھیوں نے ایسے گوشت کے کھانے سے صاف انکار کردیا — یہہ تھا سچا اسلامی کیرکٹر اور مسلمانوں کو ایسی ھی کیرکٹر کی ضرورت ھی — مگر یہہ کیرکٹر اُسوقت بن سکتا

ہی جب ابتدا ہی سے مسلمان نوجوان اپنے مذہبی فرایض ادا کرنے کے خوگر ہوں گے ۔۔۔ مگر قوم کو اطمینان رکھنا چاہئیے کہ اُن کے کالج میں وہ شرع جاری ہی جو اُس کو خدا اور اُس رسول کی طرف سے ملی ہی ، نہ زید عمرو بکر کی شرع۔ جن لوگوں کو اس سے زیادہ اطمینان حاصل کرنا منظور ہو اُن سے میں بہ منت درخواست کروں گا کہ وہ کالج میں تشریف لاویں اور دیکھیں کہ اُن کے کالج میں نماز کے ساتھہ روزہ کا بھی کس قدر اہتمام ہوتا ہی *

کیسے چھوٹے چھوٹے بچے (سواے ایسی عذر شرعی کے) کس طرح نہایت خوش خوش اور خندہ پیشانی سے روزہ رکھتے ہیں ، اور افطار کے وقت اُن کو کیسی خوشی محسوس ہوتی ہی ۔۔۔ اور دن بھر کی طالب علمانہ محنت اور روزہ کی مشقت برداشت کرنے کے بعد کس شوق سے وہ تراویح سننے کے لئے جماعت میں شریک ہوتے ہیں ۔۔۔ اب تمام اُن بورڈنگ ہوسوں میں جو مسجد سے فاصلہ پر ہیں خاص کمرے وغیرہ نماز کے واسطے مخصوص ہیں ، جہاں موذن اور امام دونوں مقرر ہیں ۔۔۔ اور ہر ایک جگہ تراویح کا اہتمام ہوتا ہی ۔ اکثر جگہ خود وہ طالب علم جو حافظ قرآن ہوتے ہیں قرآن شریف سناتے ہیں ۔۔۔ اور ختم قرآن شریف کی شب کو جو چہل پہل کہ کالج میں دیکھنے میں آئیگی ایسا نظارہ شاید کسی اور جگہہ کم دیکھنے میں آئیگا ۔۔۔ دینیات اہل سنت و جماعت و شیعہ اثنا عشریہ کی کمیٹیوں کے قواعد جہاں کالج کے قانون میں بیان ہوئے ہیں وہاں دفعہ ۸۷ کی ضمن ہاے ذیل خصوصیت کے ساتھہ قابل ملاحظہ ہیں :۔۔۔

"(د) اس بات کی نگرانی کرنا کہ بورڈنگ ہوس میں تمام طالب علم اپنے اپنے مذہب کے مطابق نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں یا نہیں *

(ہ) سنی کمیٹی کے ممبروں کو بالتخصیص سنی طالب علموں

کي نسبت اس بات کي کوشش کرنا اور اُس کے لیئے ضروري سامان کا مہیا کرنا کہ وہ سب پنجگانہ نماز جماعت سے ادا کریں " *

(نوٹ) شبہہ طالبا کے واسطے بھي جب سے پرنسپل نماز عالم کا تقرر ہوگیا ھی وہ بھي جماعت سے نماز ادا کرتے ھیں — اور اس انتظام کو بھي ایک عرصہ دراز ھوچکا ھی *

"(و) اُسي کمیٹي کے ممبروں کو رمضان شریف میں سني بورڈروں کے لیئے نماز و تراویح کے ادا کرنے کا انتظام کرنا" *

چند روز ھوئے ایک مسلمان صاحب نے کالج کے اسکول میں اپنے ایک کم سن لڑکے کو بھیجنا چاھا اور یہہ فرمایش کي کہ مذھبي تعلیم اور نماز روزہ وغیرہ کي اُس پر کوئي تاکید نہ ھو — کالج کے منتظموں نے اُس لڑکے کے داخل کرنے سے قطعي انکار کردیا *

ممکن ھی کہ رائٹ آنریبل سید امیر علي صاحب کے ھم خیال کچھہ اور لوگ بھي ھوں ' یا زمانہ آیندہ ایسے مسلمان بھي پیدا کرے جو سرے سے نماز روزے کو جزو ایمان نہ سمجھیں - لیکن جب تک مسلمانوں میں غالب تعداد اُن لوگوں کي موجود ھی (اور خدا چاھے تو وہ قیام قیامت تک موجود رھیگي) جو نماز اور روزہ کو اُسي طرح ادا کرنا فرض سمجھتے ھیں جس طرح کہ خدا اور اُس کے رسول نے اُن پر فرض کیا ھی اُس وقت تک کسي ایک کي بھي انشاء اللہ پیش نہ چلے گي —

پس مسلمانوں کو خود اپنے اوپر بھروسا کرنا چاھیئے اور زید عمر و بکر کي رایوں سے کوئي خوف نہ کرنا چاھیئے *

بے شبہہ قوم کے لیڈروں کو یہہ حق ھی اور اُن کا فرض ھی کہ اگر وہ قوم کو کسي غلط راستہ پر جاتا ھوا دیکھیں تو حتی الامکان اُس سے قوم کو روکیں — لیکن اس فرض کے ادا کرتے وقت اُن پر کچھہ پابندیاں

بھی ہوتی ہیں — اُنہیں پابندیوں میں سے ایک اہم پابندی یہہ بھی ہی کہ اگر وہ اپنے آپ کو ایک مذہب میں شمار کرتے ہیں تو ایسی کوئی ہدایت نہ کریں جو قوم کے دین و مذہب کے خلاف ہو اور جس سے قوم کے مذہبی کیرکٹر میں فرق آتا ہو — ہمارا تو دعوی یہہ ہی کہ دنیا میں جس قدر خوبیاں ہوسکتی ہیں وہ سب مذہب اسلام میں بدرجہ اتم موجود ہیں، اور اسلام کا ایک خادم اپنی ذات اور دوسرے تمام بنی نوع انسان کے واسطے آیہ رحمت ہی *

مسلمان پبلک پورے اطمینان کے ساتھہ اپنے کام میں مصروف ہی اور اسی طرح اُسے مصروف رہنا چاہیئے – ہر مذہب کے علما اور مشایخ نے جابجا اپنا پورا اطمینان ظاہر کیاہی اور اپنے پیرووں کو ترغیب دلائی ہی کہ وہ مسلم یونیورسٹی کی تکمیل کے کام میں دامے درمے قدمے قلمے مدد دیں *

آخر میں یہہ عرض کرنا بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ عالیجناب رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب نے جسقدر خدمات قوم کی فرمائی ہیں اور جس دلیری سے ہمیشہ اسلامی پالیٹکس میں حصہ لیاہی اور خصوصاً جو کامیابی جناب ممدوح اور ہزہائنس سرآغان بہادر بالقابہ کی مساعی جمیلہ کی بدولت جدید پولیٹکل رفارم میں ہندوستان کے مسلمانوں کو ہوئی ہی اور جو توجہ جناب ممدوح نے مسلمانوں کے مسئلہ وقف علی الاولاد پر ہمیشہ مبذول رکھی ہی یہہ تمام وہ اُمور ہیں جنکو اُن کے ہم وطن ہمیشہ احسانمندی اور شکر گذاری سے یاد رکھیں گے *

علیگڈھ
۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۱ع

خاکسار
مشتاق حسین
آنریری سکرٹری ایم اے او کالج

علی گڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں ممتاز الدین کے اہتمام سے چھپا